بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمع فروزاں
7-10-2016

عملیات — شرعی نقطۂ نظر

(۱)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ادھر اخبارات میں کئی خبریں عامل حضرات کی گرفتاری سے متعلق سامنے آئی ہیں، پریشان حال لوگ ان کے پاس دین کی نسبت سے آتے ہیں، ایسے لوگوں کی طرف سے ضرورت مندوں کا استحصال، ان سے غیر معمولی مقدار میں رقوم کی وصولی، یہاں تک کہ عزت و آبرو پر بھی دست درازی کے واقعات حد درجہ افسوسناک ہیں، اچھے اور برے واقعات سماج میں دن ورات پیش آتے رہتے ہیں، اور جب کسی معاشرہ میں برائی کا دور دورہ ہوجاتا ہے، اور جرائم روزمرہ کا معمول بن جاتے ہیں، تو لوگوں کی نگاہ میں ان واقعات کی اہمیت کم ہوجاتی ہے، کوئی بات کتنی بھی نامناسب ہو، لیکن جب آنکھیں انھیں دیکھنے اور کان ان کے سننے کے خوگر ہوجائیں، تو اس کی سنگینی اور شناعت کا احساس کم سے کم ہوتا جاتا ہے، لیکن یہی واقعات اگر دینی مراکز اور دینی شخصیتوں کی نسبت سے سامنے آئیں، تو دل پر چوٹ لگتی ہے، اور دین اور اہل دین کا اعتماد واعتبار مجروح ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو شفاء اور مومن کے لئے رحمت قرار دیا ہے، وننزل من القرآن ماھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین، (اسراء: ۸۲) —— اصل میں تو قرآن مجید دل کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے، وہ کفر و شرک اور نفاق کی بیماری سے قلب کو نجات عطا کرتا ہے، شفاء لما فی الصدور، (یونس: ۵۷) —— لیکن کیا اللہ کی یہ 'کتابِ اعجاز' جسم انسانی کے لئے بھی باعث شفاء ہے؟ اس میں اختلاف ہے، اور اکثر اہل علم اور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ قرآن مجید سے شفاء جسمانی بھی حاصل ہوتی ہے، (تفسیر قرطبی: ۱۰/ ۳۱۶، نیل الاوطار: ۸/ ۲۱۲) —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایسے واقعات بھی پیش آئے ہیں کہ بچھو گزیدہ شخص پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے شفاء عطا فرمائی، (نیل الاوطار: ۸/ ۲۱۵) —— خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ فلق وناس کے ذریعہ شفاء جسمانی کا ذکر موجود ہے۔

اسی طرح بعض بیماریوں سے شفاء کے لئے دُعائیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، بعض دُعائیں مطلق بیماری کے لئے ہیں، اور بعض دُعائیں متعین بیماریوں کے لئے، مشہور محدث امام ابوزکریا نوویؒ نے ماثور دُعاؤں اور اذکار کو ''کتاب الأذکار'' کے نام سے جمع فرمایا ہے، یہ ایک ضخیم کتاب ہے، اور اس میں ایسی بہت سی دُعائیں موجود ہیں —— نیز یہ بات عقل وخرد کے بھی خلاف نہیں، جن مادی دواؤں کو ہم کھاتے اور ان سے صحت یاب ہوتے ہیں، ان میں یہ خصوصیت اور نافعیت خالق کائنات ہی کی پیدا کی ہوئی ہے، تو اگر اللہ تعالیٰ وہی تاثیر وصلاحیت الفاظ اور کلمات میں پیدا کردیں تو یقیناً یہ بھی باعث تعجب نہیں ہے، اس پر انسانی تجربات بھی شاہد ہیں، بہت سے مواقع پر کسی آیت کے پڑھنے یا دَم کرنے یا کسی دُعاء کے پڑھنے کی وجہ سے شفاء حاصل ہوتی ہے، اور انسان عملاً اس کا تجربہ کرتا ہے، اسی لئے صحیح یہی ہے کہ دُعائیں بھی، قرآنی آیات بھی اور اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ بھی شفاء کی تاثیر رکھتے ہیں، اور یہ اسباب کے درجہ میں ہیں، اصل شفاء اللہ ہی کی مشیت اور اسی کے حکم سے ہے۔

روحانی عمل کے ذریعہ علاج کی مختلف صورتیں ہیں، دُعاء کرنا، کوئی آیت، ذکر یا دُعاء پڑھ کر دَم کرنا، قرآن مجید کی آیت، دُعاء یا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کو لکھنا اور اسے دھو کر پینا اور لکھا ہوا تعویذ گلے میں لٹکانا —— جہاں تک شفاء کی دُعاء کرنے کی بات ہے، خواہ اپنے لئے یا دوسرے کے لئے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ پر دایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دُعاء فرماتے تھے :

اللھم رب الناس ، اذھب البأس ، و أشف أنت الشافی ، لا شفاء إلا شفاء ک ، شفاء لا یغادر سقما۔ (بخاری، حدیث نمبر:۵۳۵۱، باب دعاء العائد للمریض)

اے اللہ! انسانیت کے پروردگار! تکلیف کو دور کردیجئے اور شفاء عطا فرمائیے ، کہ آپ ہی شفاء عطا فرما سکتے ہیں، ایسی شفاء جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔

حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ سے مروی ہے، کہ مجھے اسلام قبول کرنے کے بعد سے جسم میں درد کا احساس رہتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جہاں پر تکلیف ہو، وہاں ہاتھ رکھو، تین دفعہ بسم اللہ کہو، اور سات دفعہ پڑھو :

اعوذ بعزۃ اللہ و قدرتہ من شر ما أجد و أحاذر۔

(مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۰۲، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الألم مع الدعاء)

میں اللہ تعالیٰ کے غلبہ اور قدرت کی پناہ میں آتا ہوں، ان چیزوں کی شر سے جس سے میں دوچار ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔

دوسری صورت پڑھ کر دَم کرنے اور پھونکنے کی، یہ بھی حدیث سے ثابت ہے، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا سونے کے وقت معمول مبارک تھا کہ سوتے وقت قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دَم فرماتے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۵۰۱۷، باب فضل المعوذات)

—— حضرت عائشہؓ ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ جب گھر کے لوگوں میں کوئی بیمار پڑتا، تو اس پر بھی آپ معوذات یعنی سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر دَم فرمایا کرتے، پھر جب آپ مرض وفات کی حالت میں تھے، تو حضرت عائشہؓ آپ پر دَم کیا کرتی تھیں، (مسلم، حدیث نمبر: ۵۶۷۰)—— پھونکنے اور دَم کرنے کو حدیث میں رقیہ (راء پر پیش) سے تعبیر کیا گیا ہے، اور صراحتاً آپ سے اس کی اجازت ثابت ہے، حضرت عوف بن مالکؓ راوی ہیں کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ مجھ پر پیش کرو، کہ اگر اس میں کوئی مشرکانہ بات نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، لا بأس بالرقی مالم یکن فیہ شرک، (مسلم، حدیث نمبر: ۵۶۸۸)—— جب براہ راست جھاڑ پھونک کی اجازت ہے، تو اگر پانی پر دَم کیا جائے اور اسے مریض کو پلایا جائے، یا تیل پر دَم کیا جائے اور اس سے جسم کی مالش کی جائے، تو یہ صورت بھی درست ہونی چاہئے۔

یہ صورت کہ کسی برتن پر قرآن مجید کی آیت یا دُعاء زعفران یا کسی اور شئ سے لکھی جائے اور اسے دھو کر پلایا جائے، ثابت ہے، علامہ ابن تیمیہؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک طویل دُعاء نقل کی ہے، جس کی ابتداء ''بسم اللہ، لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم، سبحان رب العرش العظیم، الحمد للہ رب العالمین'' سے ہوتی ہے، کہ اس دُعاء کو صاف برتن میں لکھ کر اسے پلایا جائے، اور بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ناف سے متصل چھینٹیں ماری جائیں، اسی سے استدلال کرتے ہوئے علامہ موصوف لکھتے ہیں :

ویجوز أن یکتب للمصاب و غیرہ من المرضی شیئا من کتاب اللہ و ذکرہ بالمداد المباح ویغسل و یسقیٰ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۹/ ۶۴)

بیمار اور مبتلائے مصیبت شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب یا ذکر میں سے کچھ جائز روشنائی سے لکھنا، دھونا اور پلانا جائز ہے۔

البتہ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ نے ذکر کیا ہے، یہ ضروری ہے کہ جس چیز سے لکھا جائے وہ پاک ہو، اور جس چیز پر لکھا جائے وہ بھی پاک ہو، تاکہ قرآن مجید کی بے احترامی نہ ہو، کیوں کہ قرآن کی بے احترامی سخت گناہ ہے، بلکہ جانتے ، بوجھتے ایسا کرنے میں کفر کا اندیشہ ہے، لہٰذا خون سے قرآنی آیات واذکار کو لکھنا جائز نہیں۔

عمل کی چوتھی صورت لکھا ہوا تعویذ ہے، لکھا ہوا تعویذ گلے میں لٹکانا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، بعض حضرات کی رائے یہ

ہے کہ تعویذ لکھ کر گلے میں لٹکانا، بازو یا کسی اور حصے میں باندھنا جائز نہیں، دوسری رائے اس کے جائز ہونے کی ہے، بشرطیکہ مشرکانہ کلمات سے خالی ہو، اور یہی رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیاطین وغیرہ سے حفاظت کی دُعاء بتائی تھی، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اپنے بچوں کو یہ دُعاء باضابطہ یاد دلاتے تھے، اور جو اُن میں سے بڑے نہیں ہوئے تھے ان کے لئے دُعاء لکھ کر ان کو پہنا دیتے تھے، ومن لم یدرک کتبھا و علقھا علیہ، (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۳۹) —— علامہ ابن ابی شیبہ نے مختلف تابعین سے نقل کیا ہے کہ وہ تعویذ لکھنے اور اسے پہنانے کے قائل تھے، مشہور محدث سعید بن مسیب سے نقل کرتے ہیں، کہ اگر چمڑے پر لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں، عطاء، مجاہد، محمد بن سیرین، ضحاک بڑے پایہ کے تابعی علماء گذرے ہیں اور صحابہ کے صحبت یافتہ ہیں، ان سب سے لکھے ہوئے تعویذ کا جواز منقول ہے، حضرت عائشہؓ اور ائمہ مجتہدین میں سے امام احمد کی طرف بھی یہی بات منسوب کی گئی ہے، (دیکھئے: الموسوعة الفقهيه: ۱۳/ ۳۳) —— علامہ ابن تیمیہ نے عورت کے دردزہ کے سلسلہ میں جو دُعاء لکھی اور دھوکر پلانے کی بات فرمائی ہے، اس میں کاغذ پر لکھنے اور عورت کے بازو میں باندھ دینے کا بھی ذکر آیا ہے، اس طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی سے بھی لکھے ہوئے تعویذ کا جواز ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جھاڑ پھونک اور تعویذ (تمیمہ) لٹکانا شرک ہے، اور اسی کی وجہ سے ہمارے زمانہ کے بعض اہل علم اس کو مطلقاً منع کرتے ہیں، لیکن اگر حدیث کے الفاظ پر غور کیا جائے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا منشاء اور تھا، اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زوجہ ایک یہودی کے پاس جھاڑ پھونک کے بارے میں جایا کرتی تھیں، اسی بابت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ تنبیہ فرمائی تھی، (دیکھئے: ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۸۸۳) —— اس لئے آپؓ کا منشاء غیر مسلموں کے پاس جھاڑ پھونک کرانے اور ان سے تعویذ لینے کی ممانعت کا تھا، کیوں کہ ان سے علاج کرانے میں اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ وہ مشرکانہ کلمات کا استعمال کرتے ہوں، اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جھاڑ پھونک کو بھی شرک قرار دیا، حالاں کہ پھونکنا اور دَم کرنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

جھاڑ پھونک ہو، لکھ کر اور دھوکر پلانا ہو، یا لکھا ہوا تعویذ ہو، ہر صورت میں چند باتیں ضروری ہیں، جس کو حافظ ابن حجرؒ نے اس طرح لکھا ہے :

> علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تین شرطیں پائی جائیں تو جھاڑ پھونک جائز ہے، اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہو، یا اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کا ذکر کیا جائے، دوسرے عربی زبان میں ہو، یا ایسی زبان میں جس کا معنی سمجھ میں آتا ہو، تیسرے اس بات کا یقین ہو کہ یہ جھاڑ پھونک بذات خود مفید و مؤثر نہیں، اصل مؤثر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۱۹۵)

اللہ تعالیٰ کے کلام اور اسماء وصفات کی شرط اس لئے رکھی گئی ہے، کہ اللہ ہی سے مدد اور شفاء کا طلب گار رہو اور شرک کا شائبہ تک پیدا نہ ہو، عربی زبان میں ہونا اس کے مفہوم سے آگہی بھی اسی لئے ضروری ہے کہ کوئی مشرکانہ کلمہ شامل نہ ہو جائے، تیسری شرط بھی اسی لئے ہے کہ انسان کا خدا پر یقین رہے، گویا اصل یہی ہے کہ جھاڑ پھونک اور تعویذ شرک سے خالی ہو، جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا بأس بالرقى مالم يكن فيه شرك، (مسلم، حدیث نمبر: ۵۶۸۸) —— اسی سے یہ بات بھی نکل آئی کہ غیر مسلموں کے پاس تعویذ اور عمل کے لئے نہیں جانا چاہئے، کیوں کہ اس صورت میں مشرکانہ تعویذ اور جھاڑ پھونک میں مبتلا ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے؛ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت گذر چکی ہے کہ انھوں نے اپنی اہلیہ کو اسی وجہ سے منع فرمایا تھا، ہاں، مسلمان عامل غیر مسلموں کا علاج کرسکتا ہے، کیوں کہ یہ انسانی خدمت ہے، اور انسانی نقطۂ نظر سے ایک دوسرے کی مدد کرنا واجب ہے؛ چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کے قافلہ نے ایک غیر مسلم سردارِ قبیلہ کا علاج کیا تھا۔ (نیل الاوطار: ۸/ ۲۱۵) (جاری)

☆ ☆ ☆